ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

میلی میلی دھوپ ___ ماحولیات کے تناظر میں

(انور مسعود کی شاعری)

طیّبہ خالد

پی ایچ۔ڈی اسکالر (اُردو)

ادارہ زبان وادبیات اُردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Anwar Masood is a modern, Prominent and humorous poet. He has encompassed all aspects of life by his distinctive ideas. The first attempt on the subject of environmental pollution in Urdu literature by Anwar Masood . He has studied people's mind and has deep insight into the social behaviour. This article is a study of Anwar Masood's thoughts and contribution to environmental pollution.

Key words:

انور مسعود۔ مزاح۔ ماحولیاتی آلودگی

انور مسعود عہد جدید کے نمایاں طنزیہ و مزاحیہ شاعر ہیں۔ اُنھوں نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے مخصوص اسلوب میں سمیٹ لیا ہے۔ اُردو ادب میں ماحولیاتی آلودگی پر پہلی کاوش انور مسعود کے ہاں ملتی ہے۔ اُنھوں نے لوگوں کے دماغوں کو پڑھا اور معاشرتی روّیوں پر اُن کی گہری نظر رہی۔ یہ مقالہ انور مسعود کے خیالات اور ماحولیاتی آلودگی میں شراکت کا مطالعہ ہے۔

انور مسعود کا علمی و ادبی سفر غیر معمولی شہرت کا حامل ہے اُنھوں نے جو کچھ لکھا وہ اپنی مثال آپ ہے وہ متنوع الجہات شخصیت کے مالک ہیں۔ ادبی سطح پر دیکھیں تو انھوں نے فکر و فن میں توازن اور اعتدال کا پورا خیال رکھا۔ انور مسعود اعلیٰ پائے کے مزاح نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحبِ اُسلوب ادیب اور انشا پرداز بھی ہیں۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کی مجلسی پھلجڑیاں ہوں، سنجیدہ شاعری ہو، مکتوب نگاری ہو یا قطعہ نگاری شگفتگی اور برجستگی کمال کی ہے۔ انھیں مزاح نگاری کے حوالے سے جانا گیا لیکن انور مسعود کی سنجیدہ شاعری بھی کچھ کم نہیں۔ آپ نے موضوعات کے چناؤ میں نہایت احتیاط برتی ہے۔ اس کی بہترین مثال "میلی میلی دھوپ" ہے۔ یہ مزاحیہ سنجیدہ شاعری کا وہ شاہکار ہے جس کا موضوع بھی بہت دلچسپ ہے اور اس سے قبل شاید ہی اس موضوع کو شاعری کی زینت بنایا گیا ہو۔ بلکہ وہی روایتی موضوعات غم جاناں، غم دوراں، عشق حقیقی اور عشق مجازی کو قلم بند کیا گیا۔ اِنھی موضوعات کے گرد ہماری شاعری اُلجھ کر رہ گئی۔ "میلی میلی دھوپ" نے کایا پلٹی اور ماحولیات کے موضوع پر ایک نئی کوشش ہمارے سامنے آتی ہے۔

بقول امجد اسلام امجد:

> "ماحولیات، بظاہر ایک بہت خشک اور غیر دلچسپ موضوع ہے جس پر اصلاحی، تعمیری اور معلوماتی قسم کا مضمون تو لکھا جا سکتا ہے مگر اُسے شاعری اور پھر عمدہ اور دلچسپ شاعری کی زبان میں بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس طرح کے کام کے منفرد، تکنیکی اور افادی حوالے تو اپنی جگہ، پہلی سطح پر یہ موضوع ہی ہماری شاعری کی مجموعی فضا کے لیے ایک اجنبی اور غیر شاعرانہ ہے کہ درختوں، پھولوں، پودوں، سرولبِ جو اور بید مجنوں کے حوالے سے رومانی اور عشقیہ شاعری تو کی جا سکتی ہے کہ ان کے حوالے سے شاعر اپنی اندر اور باہر کے موسموں کی تصویریں بنا سکتا ہے مگر انھیں ماحولیاتی آلودگی کے حوالے سے بیان کرنا اور پھر اس بیان کو دلچسپ اور بامعنی بنانا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لیے انور مسعود جیسے بلند درجہ والے کسی باکمال شاعر ہی کی ضرورت تھی۔"(۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"میلی میلی دھوپ" انور مسعود کی موحولیات کے حوالے سے اہم کاوش ہے جو ۲۰۱۰ء میں دوست پبلی کیشنز کے تعاون سے منظر عام پر آئی۔ اس کا انتساب اُن کے بچوں " صائمہ اور عمار کے نام" ہے۔ "عرضِ ناشر" کے عنوان سے انور مسعود کے ذاتی خیالات ہیں جبکہ اس کا دیباچہ "ماحولیات کے موضوع پر پہلا شعری مجموعہ" کے عنوان سے امجد اسلام امجد نے لکھا ہے۔ اس مجموعے میں پابند نظم، آزاد نظم، نظم معرّا، قطعہ، ماہیا اور غزل سبھی اصناف شامل ہیں۔ پنجابی کا بھی مختصر حصہ شامل ہے۔ شجر کاری کی اہمیت اور افادیت کا احساس دلانے کے لیے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا متحرک ہوا اور PTV-2 پر ایک ہفتہ وار پروگرام "The Show" کے نام سے آن ائیر ہوتا تھا جس میں انور مسعود موضوع کی مناسبت سے اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ اسی کلام کو اور اس کے بعد بھی جو کچھ لکھا وہ ضخامت کے اعتبار سے کتابی صورت میں عیاں ہوا۔

ماحول کے لغوی معنی "ارد گرد" کے ہیں یعنی ہر وہ جاندار چیز جو اپنا اثر رکھتی ہے اُسے ماحول کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر زمین، فضا اور پانی کو ماحول کہا جاتا ہے۔ جس میں تمام حیاتیاتی، طبیعیاتی اور کیمیائی اجزاو عناصر شامل ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ دنیا و کائنات میں ہے اسے ماحولیات کہا جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں ماحولیاتی آلودگی ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے حیوانات، چھوٹے بڑے جانور، چرند پرند، کیڑے مکوڑے، آبی جانوروں اور سب سے بڑھ کر انسانوں کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ قدرتی ماحول کی آلودگی، عدم نظافت اور بے ہنگم شور نے انسان کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ شجر کنی کی رفتار شجر کاری سے کہیں زیادہ ہے جس کی وجہ سے انسانی زندگی خطرات کی زد میں ہے۔ آبی کثافتیں اپنے عروج پر ہیں۔ ماحول کا توازن بگڑ کر رہ گیا ہے۔ انسانی، حیوانی، نباتاتی اور آبی زندگیاں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔ یہ مسئلہ کسی ایک ملک یا خطے کا نہیں ہے بلکہ یہ عالمی مسئلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلا عالمی یومِ ماحولیات ۵ جون ۱۹۷۴ء کو منایا گیا اور اب ہر سال اس دن کو منایا جاتا ہے لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ سامنے نہیں آتا۔ وقتی طور پر یہ campaign اپنے عروج پر ہوتی ہے اور اس کے بعد بے حال۔ حالانکہ صفائی اور صحت ہریالی اور خوشحالی کی طرح لازم و ملزوم ہیں۔ خوشگوار ماحول ایک اچھے اور بہترین مستقبل کی ضمانت ہے۔

ماحولیاتی آلودگی کی مختلف نوعیت ہو سکتی ہے مثلاً مٹی، ہوا، پانی، صنعتی، آواز، اٹامک اور نیوکلیائی، سمندر اور دیگر۔ انور مسعود نے اپنی تصنیف میں تقریباً ان تمام آلودگیوں کا تذکرہ کیا ہے سوائے چند ایک کے۔ ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانا ہم سب کی اولین ذمہ داری ہے۔ بحیثیت انسان ہر شہری پر یہ لازم ہے کہ وہ ماحول کی صفائی میں اپنا کردار بخوبی نبھائے۔

انسانی جسم کو پانی کی ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے نظامِ قدرت ہے کہ دنیا میں 71٪ پانی اور 29٪ خشکی ہے۔ پانی اتنی وافر مقدار میں ہے لیکن آج جوں جوں وقت گزر رہا ہے ہمیں پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ پانی میں طرح طرح کے کیمیکل، زہریلے مادے، کیمیائی کھادیں اور نیوکلیائی کچرے مل گئے ہیں اور یہی پانی جب دریاؤں سمندروں میں گرتا ہے تو وہاں بھی آلودگی کا باعث بنتا ہے جس سے آبی مخلوق بھی خطرات سے دوچار ہے۔ پہاڑوں کی برف مسلسل پگھل رہی ہے لیکن ہم اس پانی کو بھی شفاف کر کے استعمال کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ قدرت کا نظام ہے کہ انسان کھائے بغیر تیس دن تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی پیئے بغیر تین دن بھی زندہ رہنا محال ہے۔ یعنی پانی کی ضرورت بہت زیادہ ہے لیکن ہم اس کو گندے سے گندا کیے جا رہے ہیں۔ سونے پہ سہاگا زیر زمین پانی بھی آج آلودہ ہو کر اوپر آ رہا ہے جو ہم سب حیوانات، نباتات اور نوعِ انسان کے لیے بھی خطرے کا باعث ہے۔ انور مسعود نے اپنی شاعری کے ذریعے آبی آلودگی کی طرف توجہ لائی ہے کہ اگر اس کے آگے بند نہ باندھا گیا تو اس کے نقصانات بہت زیادہ ہوں گے:

حضرت انساں ہوں میں اور ہوں بہت جدّت پسند

نوبہ نو تازہ بہ تازہ تجربے میرا ہدف
خشکیوں پر میں بہت پھیلا چکا آلودگی
اب مری ساری توجہ ہے سمندر کی طرف (۲)

اک گریہ سُنائی دیتا ہے
سارے دریاؤں کی روانی میں
آدمی نے وہ زہر گھولا ہے
مچھلیاں مر رہی ہیں پانی میں (۳)

چشمے بھی اَب تو آبِ مصّفا سے ہیں تہی
آلودگی کے بوجھ سے دریا رواں نہیں (۴)

اَب تو مچھلی اُس کے پانی میں پنپتی ہی نہیں
اُس میں پیدا اَب کہاں عکسِ رُخِ مہتاب ہے
اَب کہاں شفّاف موجوں کے وہ دلکش لہریئے
اَب تو راوی آبِ آلودہ کا اِک تالاب ہے (۵)

عجب اُفتاد پانی پر پڑی ہے
کہ اس میں زہر بھی ضم ہو رہا ہے (۶)

زمین میں گندگی کا پہنچنا اور مضر کیمیائی اجزا جو مٹی کی افادیت کو کم کریں مٹی کی آلودگی ہے۔ زمین کی پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ جانداروں میں مختلف اقسام کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ مٹی کی آلودگی نظر انداز کرنے والی بیماری نہیں ہے بلکہ اس کی باقاعدہ روک تھام نہ کی گئی تو نہ صرف انسان بلکہ نباتات اور حیوانات بھی اس کی زد میں آئیں گے۔ عمارتوں کی تعمیر میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جانوروں کی خوراک میں کیمیائی اجزا کی ملاوٹ سے اُن کی زندگی ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا۔ پلاسٹک، غلاظت، فضلے، کاغذ اور کوڑا کرکٹ مٹی کو آلودہ کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑ رہا۔ پولی تھین عرصوں مٹی میں پڑا رہنے کے باوجود اس میں گھلتا ملتا نہیں جو تمام حیوانات کی صحت پر گہرے اثرات ڈالتا ہے۔

بقول انور مسعود:

اِک غبارستان برپا کر گئی ہیں موٹریں
گرد کی موجیں اُٹھیں اور ایک طوفاں ہو گئیں
راہرو جتنے تھے سب آنکھوں سے اوجھل ہو گئے
’خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں‘ (۷)

چہرہ بھی راہرو کا ہے کیچڑ سے داغ داغ
شلوار بھی غریب کی چھینٹوں سے بھر گئی
کیا دلفریب نقش بنے ہیں قمیض پر
موجِ خرامِ کار بھی کیا گل کتر گئی (۸)

پولی تھن لفافوں کی کثرت اس قدر ہے کہ اُن سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہے۔

رہیں گے آشیانے اور نہ تنکے
رہیں گے صرف تھیلے پولی تھن کے (۹)

ہم کو درپیش ہیں اَب اتنے مسائل انورؔ
ان کو گننے بھی جو بیٹھیں تو زمانے لگ جائیں
کوئی تدبیر اِسی ایک پریشانی کی

یہ جو بکھرے ہوئے شاپر ہیں ٹھکانے لگ جائیں (۱۰)

ہر وہ آواز جو کانوں کو بھلی نہ لگے، سماعت کو ناگوار گزرے آواز کی آلودگی کہلاتی ہے۔ چاہے وہ اونچا میوزک ہو، ہارن کا شور ہو، گاڑیوں کا، ٹریفک کا شور ہو، برتنوں کا کھنک ہو، ڈھول باجے ہوں، سماعتوں کے لیے بیماری کا باعث بنیں شور کہلاتا ہے۔ یہی شور بے شمار بیماریوں کا باعث بنتا ہے جن میں ذہنی توازن کا بگڑنا، ہائی بلڈ پریشر، بے خوابی، چڑچڑا پن وغیرہ۔

انور مسعود نے تضمین کی صورت میں ایک خوب صورت قطعہ اس مد میں کہا ہے:

یہ واعظ کا طرزِ بیاں اللہ اللہ
بلند اُس کا آہنگ ہوتا رہے گا
جو بولے گا یوں حقِ ہمسائیگی پر
'تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا' (۱۱)

"لاوڈ سپیکر" ہمارے معاشرے کی ایک بہت بڑی بیماری ہے جس کے مثبت کی بجائے منفی استعمالات بہت زیادہ ہیں۔ کوڑے والا ہو، چھابڑی، سبزی، فروٹ والا الغرض ہر شخص اس کے استعمال کو بخوبی جانتا ہے۔

در پئے تقریر ہے اِک وعظِ گنبد گلوُ
لاوڈ اسپیکر بھی اُس کے سامنے موجود ہے
نیند کا طالب ہے اک بیمار بھی ہمسائے میں
'کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے' (۱۲)

گویّوں کے یہ دہشت ناک جتھے
کہ چلاّتے ہیں گانے کے بجائے
دھماکے ہیں کہ موسیقی ہے یارو
ہمیں اس پاپ سے اللہ بچائے (۱۳)

آج کا دور صنعت کا دور ہے۔ ترقی کا انحصار صنعتوں پر ہے۔ صنعتوں کے بڑھنے کے ساتھ ہی آلودگی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں جہاں بڑی صنعت ہوتی ہے وہیں چھوٹی صنعتیں بھی فروغ پاتی ہیں۔ صنعتی ترقی ماحول کی آلودگی میں روز بروز اضافے کا باعث بن رہی ہے۔ صنعتوں کا دھواں ہو یا پانی دونوں ہی کیمیکلز سے بھرپور ہیں اور ان کے ضیاع کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ انسانی صحت اور ماحول کو برباد کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کسی ملک کی ترقی کا انحصار وہاں کی صنعتوں پر ہے لیکن اس کے آلودہ مال کو کار آمد بنانے پر غور کیا جائے تو یقیناً یہ بہت فائدہ مند ہوگا۔ انور مسعود نے بہت خوب صورتی سے اس اَمر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ:

صنعت کا زمانہ ہے زراعت کا نہیں ہے
سبزے کا نشاں تک بھی زمینوں سے مٹا دو
جس کھیت سے دہقان کو روزی ہے میّسر
اُس کھیت میں فضلاتِ مشینی کو بہادو (۱۴)

ہماری صنعتوں کا فالتو مواد ہرے بھرے کھیتوں میں بہا دیا جاتا ہے تاکہ فصلیں بھی آلودہ ہوں۔ یہ نہ صرف انسانوں بلکہ دیگر نباتات و حیوانات کے لیے بھی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے صنعت کو کامیاب بنانے کے لیے خاطر خواہ انتظامات کیے جائیں تو یہ جہاں وسائل میں زیادتی کا باعث ہوگا وہیں ماحول کے لیے بھی سازگار ہوگا۔

یہی صنعت ہوا میں آلودگی کا باعث بھی بن رہی ہے۔ پٹرولیم، لکڑی، ایندھن، پلاسٹک وغیرہ کچھ بھی جلنے کے لیے ہوا سے آکسیجن لیتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ اور کاربن مونو آکسائیڈ واپس ہوا میں پہنچ جاتی ہیں جو حیوانات نباتات کے لیے خطرناک ہے۔ سانس کی بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔ علاوہ ازیں اوزون پرت بھی پتلی ہوتی جا رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ماحول میں روز بروز نئی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ کچھ ہوا میں پہلے سے آلودہ اجزا موجود ہیں اور رہی سہی کسر یہ اجزا پوری کر دیتے ہیں۔ جس سے انسانوں کو تروتازہ ہوا میں سانس لینا بھی میّسر نہیں رہا۔

سموگ آج کل ہمارے ماحول کا ایک بہت بڑا المیہ ہے جو صنعتوں کی دین ہے۔ عموماً بڑے شہر اس کی زد میں رہتے ہیں۔ مطلع دھندلا رہتا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ سانس اور جلد کی بیماریاں عام ہو جاتی ہیں۔

جتنا دھوئیں کا زہر جہاں سے بھی مل گیا
جھونکے ہوا کے اس کو جہاں بھر میں لے گئے
دریاؤں کے سپرد ہوئیں جب کثافتیں
دریا کثافتوں کو سمندر میں لے گئے (۱۵)

صنعتی ترقی آلودگی کا باعث ہے ہم خود بھی اپنے ماحول اور گردونواح میں گندگی پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ماحول میں گندگی کی ایک بڑی وجہ سگریٹ نوشی بھی ہے جو انسان کی اپنی ہی وجہ سے ہے۔ اپنے شوق اپنے اور دوسروں کے لیے وبالِ جان بن گئے ہیں۔ تمبا کو انسانی جانوں کے لیے زہر ہے ہم خود جان بوجھ کر آنکھوں دیکھا زہر نگل رہے ہیں۔ اپنے لیے تو خطرہ مول لیا ہی ہے۔ ہوا میں اس کے کش سے پوری ہوا کو زہر آلود کرتے ہیں تاکہ جو بھی اس میں سانس لے اس زہر کا مرتکب ہو جائے۔

تبصرے ہوں گے مرے عہد پہ کیسے کیسے
ایک مخلوق تھی میراثِ رواں چھوڑ گئی
پھونکتی رہتی تھی پیٹرول بھی تمباکو بھی
ہائے کیا نسل تھی دنیا میں دھواں چھوڑ گئی (۱۶)

ہر چند ضروری ہے ذکر اُن کا کیا جائے
ہیں اپنے کریڈٹ پر کچھ معرکے ایسے بھی
بس ایک یہ سگرٹ ہی ہم چھوڑ نہیں پائے
چھوڑے ہیں بہت ورنہ شوشے بھی پٹاخے بھی (۱۷)

دھوئیں کی آلودگی کو ہم نے خود اپنے لیے چُنا۔ آلودگی کا یہ زہر ہمارے اِردگرد چاروں طرف پھیل چکا ہے۔ یہ تابکاری ہمارے لیے کس کس طرح سے تباہی کا باعث ہے ہم اس کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی نظر انداز کر جاتے ہیں۔ حقیقت میں تو صورتِ حال یہ ہے کہ یہ زہر ہماری رگوں میں سرایت کر چکا ہے۔ ہم چاہ کر بھی اس سے نکل نہیں سکتے۔

یہی ہے مقصدِ تخلیق ٹائر
یہ گاڑی کو چلانے کیلئے ہے
مگر ہم تو یہی سمجھے ہوئے ہیں
کہ سڑکوں پر جلانے کیلئے ہے (۱۸)

ہماری یہ سواری ماشاءاللہ
کہیں اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

وہ موٹر سائیکل اپنا ہے جس میں
دھواں ہے اور سائیلنسر نہیں ہے (۱۹)

ہماری فضاؤں میں آلودگی کی بے جا زیادتی نے انسانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ گندگی پانی کی ہو، ہوا کی، آواز کی، درجہ حرارت کی، صنعتوں کی یا مٹی کی ان سب اقسام میں ایک قسم "دماغ کی آلودگی" بھی ہے۔ جس پر ہم کنٹرول تو کر سکتے ہیں مگر دیکھا دیکھی اس کثافت کا حصّہ بن جاتے ہیں اور کسی صورت اس سے نکلنے کو تیار نہیں ہوتے۔

ماحول کی صفائی میں اپنا حصہ ڈالتے جائیں تو یہی فضا ہمارے لیے باعثِ سکون بن جائے گی۔ ہماری اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہمارے وسائل کا زریعہ بن گئے ہیں۔

بقول انور مسعود:

ہم اپنی بے قرینہ کاوشوں سے
خود اپنی رہ میں حائل ہو گئے ہیں
ہمیں قدرت نے بخشے جو وسائل
مسائل در مسائل ہو گئے ہیں (۲۰)

قدرت نے جہاں ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں وہیں ایک نعمت "درخت" بھی ہے۔ مندرجہ بالا تمام مسائل کا حل سبزے میں ہے۔ ہمارے اِرد گرد کی ہریالی ہمارے لیے تر و تازہ ہوا فراہم کرتی ہے۔ جو ماحول کی آلودگی کی نذر ہو جاتی ہے۔ ایک درخت کے کٹنے سے مسافر چھاؤں سے، پرندہ شاخ سے، کتنے جاندار پھل سے محروم ہو جاتے ہیں اور ہوا گندگی سے بھر جاتی ہے۔ ایک پیڑ کے کٹنے سے پورا جنگل اداس ہو جاتا ہے۔ انور مسعود نے شجر کاری کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے "غزل" کے عنوان سے ایک مسلسل غزل بھی لکھی جس میں اس بات پر زور دیا کہ درخت ہمارے معاشرے کا حُسن ہے اسے دوبالا کریں نہ کہ کاٹ کاٹ کر بے رونق بنا دیں۔ درختوں کے بغیر معاشرہ عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے اسے بر قرار رکھنا ہم سب شہریوں کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ یہ کسی ایک معاشرے یا ایک شہر کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ عالمی مسائل ہیں۔ ان سے نمٹنا ہر انسان کی ذمہ داری ہے۔

ہمارے معاشرے (خطّے) میں بھی حکومتی سطح پر "شجر کاری مہم"، "درخت اُگاؤ__ماحول بچاؤ" تحریک شروع کی گئی ہیں لیکن بد قسمتی سے یہ چند دنوں پر محیط رہتی ہے۔ شعوری طور پر اس کی کوئی کوشش سامنے نہیں آتی۔ عوام الناس میں اس سوچ کو ڈالنا ہے کہ زمین (دھرتی) ماں ہے اور ماں کا حُسن زیور ہے زمین کا زیور درخت یا سبزہ ہے۔ اس دھرتی کے بناؤ سنگھار میں ہمیں اپنا حصہ ڈالنا ہے تا کہ ہماری آنے والی نسلیں ایک صحت مند ماحول میں پرورش پائیں۔

اس وقت مرے ہاتھ میں پودوں کی ہیں قلمیں
تو بھی تو مرا ہاتھ بٹانے کے لیے آ
آغاز ہوا چاہتی ہے فصلِ بہاراں
آ تو بھی کوئی پیڑ لگانے کے لیے آ (۲۱)

آؤ پھولوں سے جھولیاں بھر لیں
آؤ پیڑوں سے دوستی کر لیں (۲۲)

شجر کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے انور مسعود کہتے ہیں کہ:

اِنھی پہ دار و مدارِ حیات ہے انورؔ
یہ جو درخت سلامت ہیں، ہم بھی جیتے ہیں (۲۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اس لیے کہ ایندھن ہو، آکسیجن کی فراہمی ہو، دُھوپ، آندھی میں ہمارے لیے راحت کا باعث بنتے ہیں۔ درخت قدرت کی ایسی نعمت ہے جو خود دُھوپ میں جلتے ہیں مگر زمین پر چھاؤں کی چادر بچھاتے ہیں۔ ہواؤں کا سارا زہر خود نگل لیتے ہیں اور تریاق واپس لوٹاتے ہیں۔ یہ ان کا ''حسنِ مروّت'' ہے کہ آلودگی لے کر صفائی کو فراہم کرتے ہیں۔

ملے آسودگی قلب و نظر کو
کوئی ایسا مقامِ پُر فضا ہو
مجھے بھی لے چلو انورؔ وہاں پر
درختوں کا جہاں میلہ لگا ہو (۲۴)

''آب و باد و خاک'' کے عنوان سے ایک نظم ہے جس میں انور مسعود التجا کرتے ہیں کہ یہ زمین کثافتوں سے بھری ہوئی ہے اسے دھواں دھواں نہ کریں، خوشبوؤں میں بسایئے، خوشگوار بنایئے، اسے داغدار نہ کیجیے، ریگزار نہ کیجیے، اِسے سبزہ بنایئے، سازگار بنایئے کیونکہ یہ زندگی کی اساس ہے۔

اَب ان کا لہجہ مزاح نگار سے بدلتا ہے اور ایک ناصح کے انداز میں کہتے ہیں:

تیرا اپنا ہی کیا آیا ہے تیرے سامنے
تو اگر بیمار پڑ جائے تو واویلا نہ کر
میں بتاتا ہوں تجھے صحّت کا بنیادی اُصول
جس ہوا میں سانس لیتا ہے اُسے میلا نہ کر (۲۵)

آلودہ نہ ہو جائیں کثافت سے فضائیں
مل جل کے بچا لو اُنہیں انورؔ کسی ڈھب سے (۲۶)

میں نئیں اس مشورے دی فیس منگدا
جے ہو سکدا اے تے کجھ بوٹے اُگاؤ (۲۷)

درحقیقت ماحولیات کے تحفظ کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زمین دھرتی ماں کے بناؤ سنگھار میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ تاکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ایک تر و تازہ اور ترقی یافتہ ماحول میں پروان چڑھیں۔ یہ ایک ایسا عالمی مسئلہ ہے جس پر اُردو شاعری میں آواز بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر اُٹھائی گئی۔ انور مسعود نے بہت ہلکے پھلکے اور شستہ انداز میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ایک اچھا ماحول ہی قوموں کی بقا کا ضامن ہے۔ وہی قومیں دنیا کے میدان میں ترقی کریں گی جو ایک صحت مند ماحول میں آنکھ کھولیں گی۔ ماحول کو صحت مند بنانے میں ہر شہری نے برابر کا حصہ ڈالنا ہو گا تاکہ ہم کثافتوں اور تباہیوں سے خود بھی بچ سکیں اور دوسروں کو بھی اس دلدل سے نکالنے کا موجب بنیں۔

حوالہ جات:

۱۔ امجد اسلام امجد، ''ماحولیات کے موضوع پر پہلا شعری مجموعہ'' (دیباچہ) مشمولہ، میلی میلی دھوپ، انور مسعود، لاہور: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴
۲۔ انور مسعود، ''میلی میلی دھوپ''، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص ۲۸
۳۔ ایضاً، ص ۴۶
۴۔ ایضاً، ص ۸۵
۵۔ ایضاً، ص ۸۶
۶۔ ایضاً، ص ۱۲۲
۷۔ ایضاً، ص ۸۷
۸۔ ایضاً، ص ۸۸
۹۔ ایضاً، ص ۹۴

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

۱۰۔ ایضاً، ص۱۱۹
۱۱۔ ایضاً، ص۳۱
۱۲۔ ایضاً، ص۹۳
۱۳۔ ایضاً، ص۱۲۹
۱۴۔ ایضاً، ص۱۱۴
۱۵۔ ایضاً، ص۱۰۴
۱۶۔ ایضاً، ص۲۴
۱۷۔ ایضاً، ص۴۱
۱۸۔ ایضاً، ص۶۲
۱۹۔ ایضاً، ص۹۱
۲۰۔ ایضاً، ص۵۵
۲۱۔ ایضاً، ص۲۷
۲۲۔ ایضاً، ص۳۶
۲۳۔ ایضاً، ص۶۵
۲۴۔ ایضاً، ص۱۰۰
۲۵۔ ایضاً، ۷۲
۲۶۔ ایضاً، ص۱۱۱
۲۷۔ ایضاً، ص۱۳۵